حسد ایک مہلک بیماری

مولانا صادق محی الدین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت ہیں۔آپؐ کی جملہ تعلیمات ساری انسانیت کے لیے سراسر رحمت ہے۔آپؐ کی انسانیت نواز تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم یہ ہے کہ حسد سے بچا جائے اور باہم خیرخواہی کی جائے۔آپؐ نے حسد کی سخت مذمت فرمائی۔فرمایا: حسد کی آگ انسان کی نیکیوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے اور یہ وہ بیماری ہے جس نے سابقہ اُمتوں کے دین وایمان کو برباد کر دیا ہے۔جس دل میں حسد کی آگ جلتی ہے وہ کسی بھی حال میں اس کو چین لینے نہیں دیتی۔ حاسد محسود کو نیچا دکھانے، اس کی غیبت کرنے اور موقع پا کر اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔شاید اس طرح وہ اپنے دل کو تسکین کا سامان فراہم کرنے کی سعی لاحاصل میں لگا رہتا ہے۔اسی لیے بعض دانش وروں نے کہا کہ: ''حسد ایک ایسی آگ ہے، جس میں انسان خود جلتا ہے ،لیکن دوسروں کے جلنے کی تمنا بھی کرتا ہے''۔

اسلام انسان کو سیرت و کردار کی اس پستی سے اُوپر اُٹھاتا ہے اور ان ساری خامیوں اور خرابیوں کو اس کے سینے سے نکال دیتا ہے جو معاشرے کی تباہی و بربادی کا سبب بنتی ہیں اور انسانوں کے دلوں کی کھیتی کو پیار، محبت، ہمدردی، خیرخواہی اور رافت و رحمت کی بارانِ رحمت سے سیراب کرتا ہے۔اس طرح معاشرے میں اطمینان وسکون اور امن وامان بحال ہوتا ہے۔

● رشک اور حسد: رشک اور حسد دو مختلف چیزیں ہیں۔پہلی صفت پسندیدہ ہے تو دوسری مذموم ہے۔رشک کے اندر اخلاقی اعتبار سے کوئی بُرائی نہیں ہے، بلکہ وہ محاسنِ اَخلاق میں سے ہے اور ترقی کا محرک ہے۔اس کے بالکل برعکس حسد ہے، جس میں حاسد محسود جیسا بننا نہیں

چاہتا، بلکہ اس کی نعمت کا زوال چاہتا ہے، اور بلاوجہ دل میں دشمنی کو پالتا ہے۔ اس کے علاوہ حاسد اللہ کی تقدیر سے ناخوش اور بیزار رہتا ہے۔

امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں: ''حسد یہ ہے کہ حاسد منعم علیہ سے زوالِ نعمت کی تمنا کرے اور بسااوقات حاسد محسود سے ان نعمتوں کے زوال کے درپے ہوتا ہے''۔(مفرداتللقرآن،ص ۲۳۴)

● **حسد کے مختلف مظاہر**: ۱- بنی آدم کا سب سے بڑا حاسد شیطان ہے۔ اس کو عقیدۂ توحید سے بیر ہے۔ اس عقیدے سے انسانوں کو برگشتہ کرنے کا اس نے پختہ ارادہ کیا ہے، اور اپنے اس ارادے کا اظہار بھی اس نے اللہ کے سامنے کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو اس کی کھلی چھوٹ دے کر فرمایا کہ: ''جا ان میں سے جس کو جس طرح چاہے گم راہ کر۔ جو ان میں سے تیری پیروی کرے گا، تیرا اور اس کا ٹھکانا جہنّم ہوا، مگر یاد رکھ! میرے مخلص بندوں پر تیرا داؤ چلنے والا نہیں''۔(بنی اسرائیل ۱۷: ۶۲ تا ۶۵)

۲- بعض سلف صالحین سے منقول ہے کہ حسد پہلا گناہ ہے جس کے ذریعے آسمان میں اللہ کی نافرمانی کی گئی اور زمین پر بھی یہ پہلا گناہ ہے جس سے اللہ کی نافرمانی ہوئی۔ آسمان میں ابلیس نے اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا، اور زمین پر پہلا خون اسی سے ہوا ہے کہ آدمؑ کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو حسد ہی کی بنیاد پر قتل کر دیا تھا۔(نضرۃالنعیم، ج۱۰، ص ۴۴۲۷)

۳- شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے۔ اس کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ انسانوں کو آپس میں ایک دوسرے سے ٹکرائے اور ان کے دلوں میں بُغض وحسد کی آگ بھڑکائے۔ برادرانِ یوسفؑ کے دلوں میں بھی اسی نے حضرت یوسفؑ کے خلاف حسد کی آگ لگائی تھی اور ان کے قتل پر آمادہ کیا تھا۔ جیسا کہ قرآن نے برادرانِ یوسفؑ کا یہ قول نقل کیا ہے: ''جب انھوں نے آپس میں تذکرہ کیا کہ یوسفؑ اور اس کا بھائی ابا کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں، حالاں کہ ہم جماعت کی جماعت ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ابا صریح غلطی پر ہیں۔ چلو یوسفؑ کو قتل کر دو یا اس کو کہیں پھینک دو کہ تمھارے ابا کی توجہ تمھاری ہی طرف ہو جائے''۔(یوسف۱۲: ۹)

۴- یہودی مسلمانوں سے بُغض وحسد رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُمت مسلمہ سے

پہلے یہودی امامتِ عالم کے منصبِ جلیل پر فائز تھے اور سلسلۂ نبوت ان ہی کے خاندان میں چلا آرہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اَخلاقی پستی اور نااہلی کی وجہ سے امامتِ عالم کے عظیم منصب سے ان کو معزول کردیا۔ نبوت اولادِ اسماعیلؑ کی طرف منتقل کردی گئی تو یہودی چراغ پا ہوکر غم و غصے اور حسد میں مبتلا ہوگئے کہ یہ نبوت تو ہمارے خاندان کی میراث تھی۔ بنی اسماعیل اس کے کیوں کر مستحق ہوسکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نبوت انعامِ الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے فضلِ خاص سے نواز دیتا ہے۔ اس سلسلے میں حیل و حجت کرنے کا تمھیں کوئی اختیار نہیں ہے:

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ○(النساء ۴:۵۴) پھر کیا یہ دوسروں سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے انھیں اپنے فضل سے نواز دیا؟ اگر یہ بات ہے تو انھیں معلوم ہو کہ ہم نے تو ابراہیمؑ کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ملکِ عظیم بخش دیا۔

● **حسد کے درجے**: حسد کے کئی درجے ہیں۔ ایک، دوسروں کی نعمت کا زوال چاہنا۔ یہ نہایت بُری بیماری ہے اور بہت ہی ناپسندیدہ حرکت ہے۔ دوسرے، کسی شخص کو کوئی خاص نعمت حاصل ہے تو اسی کی آرزو کرنا، لیکن اس کی نعمت کے چھن جانے کی آرزو نہ کرنا۔ تیسرے، ایک نعمت جو کسی دوسرے کو حاصل ہے، خاص اسی کی آرزو تو نہ کرنا، لیکن اس جیسی نعمت کی آرزو کرنا۔ اگر وہ نعمت خود کو حاصل نہ ہو تو دوسروں سے زوال کی آرزو بھی نہ کرنا۔

● **حسد کے اسباب**: مولانا سیّد سلیمان ندویؒ نے حسد کے سات اسباب بیان فرمائے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے:

۱- بُغض و عداوت: ایک دشمن کی آرزو ہوتی ہے کہ اس کا دشمن کسی مصیبت میں گرفتار ہوجائے۔ پھر اتفاق سے اگر اس کا دشمن کسی مصیبت سے دوچار ہوجائے تو اس کو دلی خوشی ہوتی ہے اور یہی حسد ہے۔ کافروں کو مسلمانوں سے اسی قسم کا حسد ہوتا ہے: اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَ اِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ (اٰلِ عمرٰن ۳:۱۲۰) ''تمھارا بھلا ہوتا ہے تو ان کو بُرا معلوم ہوتا ہے اور تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ خوش ہوتے ہیں''۔

۲- ذاتی فخر کا خیال: یہ عموماً امثال و اقران (ہم عمر لوگ) میں ہوتا ہے۔ اگر ان میں سے

کوئی ترقی کر جائے تو اس کے دوسرے ساتھیوں کو یہ بات گراں گزرتی ہے۔

۳- ایک شخص کسی کو اپنے حلقۂ ارادت میں باندھے رکھنا چاہتا ہے، مگر وہ کسی امتیاز کی وجہ سے اس کے حلقے سے نکل جائے تو اس کو حسد پیدا ہوتا ہے۔ کفارِ قریش کا کمزور مسلمانوں سے حسد اسی قسم کا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے: اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ط (انعام ۶:۵۳) ''کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر ہمارے درمیان اللہ کا فضل وکرم ہوا ہے؟''

۴- اپنی نظر میں کسی کو معمولی اور حقیر سمجھنا، پھر اگر اس کو کوئی شرف حاصل ہو جائے تو اس سے حسد کرنا۔ سردارانِ قوم، انبیا علیہم السلام سے اسی بنیاد پر حسد کرتے تھے۔

۵- دو آدمیوں میں کوئی وجہِ اشتراک ہو۔ ان میں سے کسی ایک کو کامیابی مل جائے تو دوسرا حسد میں مبتلا ہوتا ہے۔ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کا حسد اسی قسم کا تھا۔ یا ایک شوہر کی متعدد بیویاں ہوں تو ان میں حسد کی وجہ یہی ہوتی ہے۔

۶- جاہ پرستی اور ریاست طلبی: یہودیوں کو مسلمانوں سے اسی بنیاد پر کد و حسد ہے۔

۷- خبث نفس اور بدطینتی: بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی فطرت ہی میں کجی ہوتی ہے۔ وہ کسی کا بھلا نہیں چاہتے۔ (سیرت النبیؐ، ج ۶ ص ۴۸۹)

۸- راضی برضا رہنا: اللہ تعالیٰ اس زمین کا خالق و مالک اور مختارِ کُل ہے۔ وہ اس میں جیسا چاہے تصرف کر سکتا ہے۔ اس پر کسی کو اعتراض کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے بادشاہت عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے فقیر بنا دیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ کسی کو صاحبِ اولاد بناتا ہے اور کسی کو اولاد سے محروم کر دیتا ہے۔ کسی کو صحت دیتا ہے اور کسی کو بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ انسان کے لیے ضروری ہے کہ تمام معاملات کو اللہ کے حوالے کر دے اور خود اپنے تئیں راضی برضا رہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط (النساء ۴:۳۲) ''اور جو کچھ اللہ نے تم میں سے کسی کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ دیا ہے اس کی تمنا نہ کرو''۔ اور آگے فرمایا: وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ''ہاں! اللہ سے اس کے فضل کی دُعا مانگتے رہو''۔

بعض انسانوں کی ذہنیت ہوتی ہے کہ وہ کسی کو اپنے سے بڑھا ہوا دیکھنا پسند نہیں کرتے،

اور یہ ذہنیت اجتماعی زندگی میں فساد کی جڑ ہے۔ اس آیت کریمہ میں اسی غلط فکر کی اصلاح کی گئی ہے اور اس کو بدلنے کی تعلیم دی گئی ہے، تاکہ معاشرہ ہمہ قسم کے فسادات سے پاک ہو سکے۔

● **حسد سے کوئی فائدہ نہیں:** حسد کرنے سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں ہے، اور جس سے حسد کر رہا ہے، اس کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ حسد کرنے والا خود اپنا دشمن ہوتا ہے۔ حسد کا مطلب تو صاف ہے کہ اللہ نے ایک نعمت کسی کو دی ہے اور کوئی دوسرا شخص اللہ کے اس فیصلے پر خفا ہے، تو یہ کس قدر بُری بات ہے۔ دنیا میں حاسد ہمیشہ رنج والم میں گرفتار رہتا ہے۔ جس پر حسد کر رہا ہے وہ تو عیش کر رہا ہے اور یہ خود حسد کی آگ میں جل رہا ہے۔ نعمت والے کی نعمت تو اس کے پاس رہی اور دشمن برابر حسد کی آگ میں جلتا رہا، تو یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہ آدمی اپنے سر ایسی مصیبت مول لے۔ (اسلام کی اخلاقی تعلیمات، ص ۲۰۲)

● **سابقہ اُمتوں کی ہلاکت کا سبب:** سابقہ اُمتوں کی ہلاکت کا ایک سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسد کو قرار دیا ہے۔ حضرت زبیر بن عوامؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

دَبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ، اَلْحَسَدُ وَ الْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَۃُ: لَا أَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ (ترمذی) پہلی اُمتوں کی بیماری آہستہ آہستہ تمھاری طرف سرکتی آرہی ہے۔ وہ حسد اور دشمنی ہے۔ وہ (حالقہ) مونڈنے والی ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ دین کو مونڈ کر صاف کر دیتی ہے۔

● **حسد سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں:** حسد سے حاسد کی تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ وہ تہی دامن ہو کر محرومی کا شکار ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسولؐ اللہ نے فرمایا:

اِيَّاكُمْ وَ الْحَسَدَ ، فَاِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (کتاب الادب: ۴۹۰۳) لوگو! حسد سے بچو، کیوں کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔

ان ہی وجوہات کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تعلیم دی ہے کہ اپنے دلوں کو حسد سے بچائے رکھیں اور اس کا تریاق یہ بتایا کہ آپس میں اخوت و محبت کو پروان چڑھائیں۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ اِخْوَانًا (بخاری کتاب الادب: ۶۰۶۶) اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، باہم دشمنی نہ رکھو، اللہ کے بندو! سب بھائی بھائی بن کر رہو۔

حسد ایمان کے منافی ہے۔ایک دل میں دونوں نہیں رہ سکتے۔اسی لیے فرمایا گیا:

وَلَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ الْاِيْمَانُ وَالْحَسَدُ (النسائی عن ابی ہریرۃؓ، کتاب الجہاد:۳۱۱۱،حسن)''کسی بندے کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہوسکتے۔

حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں:''میں حاسد کے سوا سب آدمیوں کو خوش کرسکتا ہوں، کیوں کہ حاسد زوالِ نعمت کے بغیر راضی نہیں ہوتا''۔(نضرۃالنعیم، ج۱۰،ص:۴۴۲۹)

حسد کفار ومشرکین، یہود ونصاریٰ اور منافقین کی خصلت ہے۔اہلِ کتاب کا ذکر کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا:

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَہْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِہِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَہُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (البقرہ۲:۱۰۹)اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمھیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں۔ اگرچہ حق ان پر ظاہر ہوچکا ہے،مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر تمھارے لیے ان کی یہ خواہش ہے۔تم عفو و درگزر سے کام لو۔ یہاں تک کہ اللہ خود ہی اپنا فیصلہ نافذ کردے۔مطمئن رہو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

حسد نہایت بُری بلا ہے،جس سے اللہ کی پناہ ڈھونڈنی چاہیے۔قرآن مجید میں حاسد کے شر سے اللہ کی پناہ چاہی گئی ہے،جیسا کہ ارشاد ہے:وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ (الفلق ۱۱۳:۵) ''(میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں) حاسد کے شر سے، جب کہ وہ حسد کرے''۔

● **حاسد سے بچنے کے لیے چند تدابیر**: علامہ ابن قیمؒ نے حاسد کے شر سے بچنے کے لیے دس احتیاطی تدابیر بتائی ہیں:

۱- اللہ کی حفاظت طلب کی جائے اور اس کے لیے دعاؤں کا اہتمام کیا جائے۔

۲- حاسد کی باتوں پر صبر کیا جائے، اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے، اوراس کو نقصان پہنچانے کا خیال تک دل میں نہ لایا جائے۔

۳- ہر حال میں تقویٰ کی روش پر قائم رہا جائے اوراللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہے۔ جو متقی ہوتا ہے خود اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا ہے،جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: وَ اِن تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُہُمْ شَیْئًا ط (اٰلعمرٰن ۳:۱۲۰) ''مگر ان کی کوئی تدبیر تمھارے خلاف کارگر نہیں ہوسکتی، بشرطیکہ تم صبر سے کام لو اور اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو''۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عباسؓ سے فرمایا تھا: اِحْفَظِ اللہَ یَحْفَظْکَ اِحْفَظِ اللہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ (ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ) ''تم اللہ کو یاد رکھو، اللہ تمھاری حفاظت کرے گا۔تم اللہ کو یاد رکھو، اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے''۔

۴- اللہ پر توکل کرے: یہ دفعِ مظالم کے لیے سب سے طاقت ور ذریعہ ہے۔جس کے لیے اللہ کی ذات کافی ہو اس کو کسی دشمن کے ضرر سے خوف کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔اللہ کا ارشاد ہے: وَمَن یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسْبُہٗ ط (الطلاق۶۵:۳) ''جو اللہ پر بھروسا کرے، اس کے لیے وہ کافی ہے''۔

۵- حاسد کی فکر سے دل کو فارغ کرلے، اوراس کو نظر انداز کردے۔ یہ ایک فائدہ مند نسخہ ہے اوراس کے شر سے خود کو بچانے کی ایک بہترین تدبیر ہے۔

۶- اللہ کی طرف متوجہ ہو اوراس سے اپنے تعلق کو اخلاص، انابت اوراس سے محبت اور رضا کی بنیاد پر استوار کرے۔ایسا بندہ اللہ کی حفظ وامان میں ہوتا ہے،جیسا کہ ارشاد ہے:

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ (الحجر ۱۵:۴۲) بے شک جو میرے حقیقی بندے ہیں ان پر تیرا بس نہیں چلے گا۔

۷- اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں اور نافرمانیوں سے توبہ کرے، کیوں کہ دشمن کے غلبے اور تسلط کا ایک اہم سبب بنی آدم کے گناہ بھی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُم (الشورٰی ۴۲:۳۰) تم لوگوں پر جو بھی مصیبت آئی ہے تمھارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آئی ہے۔

۸- صدقہ وخیرات کرتا رہے۔ اس کی بھی بڑی عجیب وغریب تاثیر ہے۔ نظرِ بد، دفعِ بلا اور حاسد کے شر سے بچنے کی یہ ایک کارگر تدبیر ہے۔

۹- حاسد کے ساتھ بھلائی اور احسان کا معاملہ کرے۔ اگرچہ نفس پر یہ نہایت شاق گزرتا ہے، مگر حاسد کے شر سے بچنے کی یہ بڑی اچھی تدبیر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (حم السجدۃ۴۱: ۳۴-۳۶) (اور اے نبیؐ!) نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں۔ تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو۔ تم دیکھو گے کہ تمھارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔

۱۰- عقیدۂ توحید پر مضبوطی سے جما رہے اور اپنے معاملات کی باگ ڈور اللہ تعالیٰ کے حوالے کردے، کیوں کہ نفع ونقصان کا اکیلا مالک وہی ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور نہ فائدہ ہی پہنچا سکتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ہُوَ ج وَ اِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ ط (یونس۱۰: ۱۰۷) اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو خود اس کے سوا کوئی نہیں جو اُس مصیبت کو ٹال دے، اور اگر وہ تیرے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔

موجودہ دور میں مسلم معاشرہ جن مہلک اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہے، ان میں سرفہرست حسد ہے۔ شاید ہی کوئی گھرانا اور خاندان اس سے محفوظ ہو۔ یہ مرض اس قدر سرایت کر گیا ہے کہ مسلم ممالک بھی آپس میں اس ناسور کا شکار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ خود ترقی کرتے ہیں اور نہ دوسروں کی ترقی ہی کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرتے ہیں۔ مسلم ممالک اور عوام کے پاس اللہ کا دیا ہوا بہت کچھ ہے، مگر یہ طاقت وصلاحیت تعمیری کاموں میں کم ہی خرچ ہو پاتی ہے۔ ملت کی تعمیر وترقی کے لیے ضروری ہے کہ مسلم معاشرے کا ہر فرد اس مہلک مرض سے محفوظ رہے۔ سچ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے: ''لوگ اس وقت تک خیر وبھلائی پر رہیں گے، جب تک ایک دوسرے سے حسد کرنے سے محفوظ رہیں گے''۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ناسور سے محفوظ رکھے۔ آمین!